

انجیل برنا باس اور پیغمبر خاتم

بشیر محمود

برنا باس کی انجیل کا انگریزی متن قرآن کونسل آف پاکستان کراچی نے گزشتہ سال شائع کر دیا ہے۔ اس طرح یہ نایاب انجیل ایک بار پھر دستیاب ہے۔ اور علمی و مذہبی حلقوں میں بجا طور پر غور و فکر کی مستحق ہے۔ جناب برنا باس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ممتاز حواری تھے۔ ان کے پیچھے پیر و کارداران کی صحبت کے فیض یافتہ تھے۔ ان کی مجالس میں رہ کر برنا باس نے جو کچھ دیکھا اور سنا ان کی وصیت کے مطابق کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا۔ حضرت عیسیٰ نے ان سے آخری ملاقات میں فرمایا تھا :-

”دیکھو برنا باس ! اس دنیا میں میرے قیام کے دوران جو جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ انہیں ضرور کتاب کی صورت میں درج کرنا اور یہ سب تفصیلات اس انداز میں لکھنا کہ سودا پر جو بیعتی ہے (وہ لوگوں کو معلوم ہو جائے) اور ایمان دار لوگ حقیقت حال سے آگاہ ہو جائیں اور ہر شخص کو سچائی کا یقین ہو جائے۔ چنانچہ برنا باس نے سب واقعات اور حضرت عیسیٰ کے فرمودات و مواظظ بڑی تفصیل سے قلم بند کر دیئے اور اس طرح انجیل برنا باس معرض تحریر میں آئی۔“

یہ انجیل صدیوں تک عیسائی دنیا میں شریعت کی ایک اہم دستاویز تصور کی جاتی رہی۔ اسے کم از کم ۳۲۵ء تک عام قبولیت و احترام کی فضیلت حاصل رہی اور اس پر کسی کو اعتراض اور تنقید کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی بلکہ اسے مہر اور شام وغیرہ کے کلیساؤں میں درس و تدریس کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔

عبرانی زبان کی یہ انجیل ۶۳۲ء میں دوسری بے شمار انجیل کے ساتھ متروک قرار دی گئی اور اس کا پڑھنا یا اپنے پاس رکھنا ممنوع ٹھہرایا گیا۔ اس اجال کی تفصیل یہ ہے کہ ۳۲۵ء میں روم کے شاہ قسطنطین نے عیسائی عالموں کا ایک عظیم اجلاس بمقام نیسے طلب کیا (نیسے انیسایا نیقیہ NICAEA

ترکی کا ایک شہر، اس کا موجودہ نام ازنیق (SNIK) ہے اس مجلس کے انعقاد کا اصل مقصد یہ تھا کہ عیسائیت کے عقائد و احکام تہذیب کے جائیں اور اناجیل کے بہت سارے نسخوں میں سے معتبر و مسلم کا انتخاب کیا جائے۔ اس مجلس میں شرکت کے لئے کم از کم ۳۱۸ پادری آئے ہوئے تھے۔ صدارت کے فرائض خود شاہ قسطنطین نے سرانجام دیئے یہ مجلس ۲۰ مئی سے ۲۵ جولائی تک جاری رہی اور اس کی کئی طویل نشستیں ہوئیں اس کے اختتام پر بادشاہ کی منظوری سے ایک فرمان جاری کیا گیا جس میں یہ الفاظ بھی شامل تھے کہ ہم ایک خدا تبار مطلق باپ پر ایمان رکھتے ہیں جو تمام مرئی اور غیر مرئی اشیاء کا خالق ہے اور ایک خداوند یسوع مسیح پر یقین رکھتے ہیں جو خدا کا بیٹا ہے، مصلوح نہیں بلکہ مولود ہے اس کا اور باپ کا جو ہر ایک ہی ہے۔ مشہور مصنف ول ڈیوراں میں بتاتا ہے کہ اس فارمولے پر سوائے پانچ کے سبھی پادریوں نے دستخط کر دیئے۔ بعد ازاں موقع کی نزاکت دیکھ کر تین اور پادریوں نے دستخط کر دیئے۔ ادریس پادری اور اس کا ایک ساتھی اپنے عقائد پر ڈٹے رہے اور انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا کونسل نے ان دو کی تکفیر کا فتویٰ صادر کر دیا اور بادشاہ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ اس طرح اس مجلس میں ایک تو پہلی بار سرکاری طور پر تثلیث کا عقیدہ تسلیم کر لیا گیا۔ اور دوسرے صرف اناجیل اربوہ انتخاب کا شرف حاصل کر سکیں، باقی متروک و مردود ٹھہریں۔ یہ پہلا دن تھا کہ مسیحیت دین عیسوی کا متحد عقیدہ ہو گیا۔ اب غیر یہودی یعنی رومیوں، لیا نیوں اور مصریوں کے توہمات اور رسومات دین عیسوی کے شریک غالب ہو گئے۔ یہاں تک کہ سو برس کے بعد حضرت مریم کی پرستش بھی بحیثیت خدا کی ہاں کے جو دین ہو گئی۔ اگرچہ قسطنطنیہ کے بطریق نسطور نے ۴۲۱ء میں اسی نئی بدعت کی سخت مخالفت کی لیکن اب خدائی عنصر اس قدر غالب تھا کہ نسطور اور اس کے متبعین بھی دین سے خارج کر دیئے گئے۔

القصد چار انجیلوں کے انتخاب کے معاملہ میں کوئی دینی یا علمی معیار مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انجیل برناباں اور اسی قسم کی دیگر اناجیل جب مروجہ عقائد کے خلاف سمجھی گئیں تو انہیں غیر معتبر اور خطرناک قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ انجیل برناباں اور دوسری عبرانی اناجیل کو نیسے کی کونسل کے بعد حکماً تلف کرنے کو کہا گیا اور ایسی اناجیل کو اپنے پاس رکھنا بھی واجب التلقی جرم بتایا گیا۔

۳۸۳ میں پوپ نے انجیل مذکورہ کا ایک نسخہ حاصل کر کے اپنے ذاتی کتب خانے میں محفوظ کر لیا۔ کون جانتا تھا کہ یہ نسخہ جیسے پوپ نے ضبط کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسے دنیا سے معدوم کر دیا گیا ہے۔ باوجود اس کے بعد اپنی موجودگی کا بے آواز بلند اعلان کرے گا۔ بہر حال صدیاں گزر گئیں اور اس کا ذکر مذکورہ بھی مناسب نہیں تصور کیا گیا، تھے کہ سولہویں صدی کے اختتام کا زمانہ آپہنچا اس وقت کا پوپ سکسٹس تھا جس کے زمانہ اقتدار (۱۵۸۵ء-۱۵۹۰ء) میں اس انجیل کا اصل نسخہ اس کے کتب خانے سے دریافت ہوا۔

جارج ییل نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے دیباچے میں لکھا ہے کہ اصل نسخہ ایک عیسائی دواہب فرامزونی نے دریافت کیا۔ اس کا قطعہ لیل ہے کہ فرامزونی نے کچھ عرصہ قبل آرنیوس پادری (۱۲۰۰-۱۳۰۰ء) کی کچھ تحریریں پڑھی تھیں جن میں سینٹ پال کے خلاف خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اور برناباس کی انجیل کے حوالے دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اس بنا پر فرامزونی اس انجیل کے مطالعے کا بڑا خواہشمند تھا۔ کہنا خدا کا ایسا ہوا کہ اسے پوپ سکسٹس نیچم کے تقرب کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ ایک روز وہ پوپ کی محبت میں حاضر تھا۔ وہ دونوں کتب خانے میں تھے کہ پوپ کو فرامزونی نے آگئی اور وہ سونے کے لئے چلا گیا۔ فرامزونی نے مطالعے کے لئے کتب کا انتخاب کرنا چاہا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پہلی ہی کتاب جو اس کے ہاتھ لگی یہی انجیل تھی جس کا وہ ایک مدت سے متلاشی تھا۔ اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور اسے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھنے لگا۔ اپنی آستین میں چھپا کر وہاں سے لے گیا۔ پڑھنے کے بعد اس کے مندرجات سے متاثر ہو کر وہ مشن بہ اسلام ہو گیا۔ فرامزونی اطالوی تھا مگر عبرانی زبان بھی جانتا تھا۔ اسی لئے وہ باسانی اپنی مطبوعہ کتاب پیمان گیا۔ پھر اس کا ترجمہ اپنا مادری زبان اطالوی میں کر دیا۔ اسے یہ اطالوی ترجمہ بھی ایک مدت تک دنیا کی نظروں سے مٹ گیا۔

بلکہ جب تک یہ اطالوی ترجمہ دریافت نہیں ہوا تھا اس وقت تک یہ انجیل دنیا کی نظروں سے ادھل ہی رہی۔ لیکن اطالوی ترجمے کے ساتھ ہی گویا یہ انجیل اہل کیساکا دستبرد سے نکل گئی اور اس کا منظر عام پر آنا ممکن ہو گیا۔ یہ اطالوی ترجمہ ۱۵۸۵ء میں دریافت ہوا جس نے دنیا بھر میں ہلکے پھلکے پھیل دیا۔ اس دریافت کا حال انجیل برناباس کے عربی مترجم ڈاکٹر فیصل مسامت (مصری مسیحی عالم) کی زبانی سنئے۔

”ان لوگوں میں سے جی کا نشان تاریخ نے نہیں مٹایا، سب سے پہلے اس انجیل کا ایتالی زبان کا نسخہ شاہ پروشیا (برمنی) کے مشیر مسیحی کریر نے پایا تھا۔ جس وقت یہ نسخہ اس کو ملا ہے، اس وقت

وہ ایپٹر ڈالم (ڈالینڈ) میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس نے فرانسیسیوں میں اس کتاب کو شہرہ مذکورہ کے ایک مشہور اور معزز آدمی کے کتب خانے سے حاصل کیا۔ کریمر نے کتاب کے اصل مالک کی تعریف صرف انہی مذکورہ بالا گولی مول الفاظ میں کی ہے مگر اثنائے کلام میں اس کی نسبت اتنا اور کہہ گیا ہے کہ وہ معزز شخص اس کتاب کو نہایت قیمتی چیز خیال کرتا تھا۔ بہر حال کریمر طولند نے یہ کتاب وہاں سے اڑالی اور اس کے چار سال بعد پرنس اوجین ساؤزی کو نذر کے طور پر دے دی۔ پرنس مذکورہ بڑا جنگجو اور مشہور دلیر تھا۔ اس کو آئے دن جنگ و جدل ہی سے سروکار رہتا تھا۔ لیکن باوجود ایسی جنگ جوں اور سیاسی شغل میں گہری معرفت کے اس کو علوم اور تاریخی یادگاروں کا بے حد شوق تھا۔ ۱۷۶۳ء میں انجیل برنہاں کا یہ نسخہ پرنس اوجین ساؤزی کے تمام کتب خانے کے ساتھ دیانا کے شاہی دربار میں منتقل ہو گیا اور اب تک وہ اسی کتب خانے میں موجود ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ کریمر نے یہ قیمتی نسخہ ۱۷۰۹ء میں حاصل کیا اور ۱۸۱۳ء کے لگ بھگ شہزادے کو پیش کیا پھر ربع صدی تک اسی کی تحویل میں رہا۔ بعد ازاں امپریل لائبریری دیانا میں پہنچ گیا جہاں آج تک محفوظ ہے۔

اسی زمانے میں اس انجیل کے ایک سپاؤزی ترجمے کا بھی سراغ ملتا ہے۔ لیول جارج سیل اس کا سپاؤزی مسودہ بڑا خوش خط لکھتا تھا۔ لیکن اس کا آخری حصہ قدسے غراب ہو چکا تھا۔ اس کے چار سو بیس صفحات تھے اور دو سو بائیس ابواب جن کی طوالت غیر مساوی تھی مگر بہت چھوٹے اور کچھ بہت بڑے پھر اس کے سرمدق پر یہ بات درج تھی کہ یہ ترجمہ اطالوی سے کیا گیا ہے اور اس کا ترجمہ کنڈلڈناتی نے لکھا ہے اور یہی وہ ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر مسادت خلیل کی یہ تقریرات بھی قابل ملاحظہ ہیں کہ نسخہ شہرہ ملی (میشائو) کے ڈاکٹر جلم سے مشہور مشرق سیل نے اڑایا اور سیل کے بعد یہ کتاب ڈاکٹر منک ہوس کو ملی جو یونیورسٹی آکسفورڈ کے کونسلر کلی کا ایک ممبر تھا اور اس نے اس کا ترجمہ ایک انگریزی زبان میں کر ڈالا اور بعد ازاں اس نے ۱۷۵۴ء میں یہ ترجمہ مور اصل سپاؤزی کتاب کے ڈاکٹر ہیوٹ نامی ایک مشہور پروفیسر کو نذر کر دیا۔ ڈاکٹر ہیوٹ نے اپنے ایک درس میں جو وہ طلبہ کے لئے خاص طور پر تیار کیا کرتا تھا اس نسخے کا ذکر کیا اس کی کچھ جباروں کے ٹکڑے بھی ان کو بطور استہزاء کے سنائے ترجمے کے ساتھ ملایا اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ سپاؤزی زبان کا اسی ایتالی زبان کے نسخے کے تحت لفظی ترجمہ ہے۔ بعد ازاں اس کی کوئی خبر نہیں ملتی اور نہ کچھ نشان ہاتھ آتا ہے۔

ان ایگزیکٹو یا آن ویلجی اینڈ ایٹیکس نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ سپانوی نسخہ کسی زمانے میں موجود
تو تھا مگر اب ناپید ہو چکا ہے۔ ۳۷

انجیل برناباس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۷ء میں کیلنٹن پریس آکسفورڈ سے اطالوی متن کے ساتھ
شائع ہوا۔ ظاہر ہے یہ ترجمہ دیانا کے اطالوی مسودے ہی سے کیا گیا تھا۔ ۳۸

تدوین اور ترجمے کا کام لانس ڈیل اور لوراریگ نے لکھا تھا۔ بعقل ڈاکٹر عابد احمد علی، ایک صفحے پر اٹالو کا
ترجمہ ہے اور اس کے مقابلے کے صفحے پر انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کے ۶۷ صفحات تو تارن کے ہیں اور ۹۸
صفحات دونوں متن اطالوی اور انگریزی کے ہیں، بعد ازاں اشاریہ بھی ہے ۳۹

یہ انگریزی ترجمہ بھی پُر اسرار طور پر غائب کر دیا گیا۔ چنانچہ اب دنیا میں اس کے صرف چند گنتی کے نسخوں
کی موجودگی کا علم ہو سکا ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل ایم لے ریم نے "انجیل برناباس" کے ضمیمہ نمبر ۳ میں لکھا ہے
کہ اس ترجمے کے صرف دو نسخوں کا علم ہو سکا ہے ان میں سے ایک برٹش میوزیم میں ہے اور دوسرا کانگریس لائبریری
واشنگٹن میں۔ ۵۱۱ اس کا ایک اور نسخہ بیت القرآن لاہور کے ڈائریکٹر مرحوم ڈاکٹر عابد احمد علی کے کتب خانے
میں بھی تھا۔

انگریزی ترجمے ہی سے اس انجیل کا عربی ترجمہ مصر کے ایک سیسی عالم ڈاکٹر خلیل بک سادات نے کیا تھا
اور علامہ رشید رضا نے اسے اپنے مبسوط مقدمے کے ساتھ مصر سے شائع کر دیا تھا۔ اسی عربی ترجمے سے مولوی محمد سلیم
انصاری نے اردو ترجمہ تیار کیا جو ۱۹۷۶ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ یہ ترجمہ بالعموم لفظی ہے اور سنگفہ اور مؤثر ہے
نہیں، بعض مقامات پر تو مفہم بھی غیر واضح رہ جاتا ہے۔ قرآن کونسل آن پاکستان نے اس انجیل کی اشاعت کے لئے
کانگریس لائبریری واشنگٹن سے اس کے مائیکرو فلم حاصل کئے اور اس کا انگریزی متن ۱۹۷۳ء کے آغاز میں طبع کر دیا۔
یہ نسخہ باریک ٹاپ کے ڈھائی سو صفحات پر مشتمل تھا۔ کاغذ نہایت معمولی تھا، اس وقت صرف یہ مقصد پیش نظر تھا کہ متن
کسی طرح محفوظ ہو جائے اس کا دوسرا اعلیٰ اڈیشن اگست ۱۹۷۳ء میں زلیو طبع سے آراستہ ہوا۔ اس انجیل کی سب سے
اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی بڑی واضح اور کھل کھلی بتائیں درج ہیں جو انہوں نے پندرہ آخر الزماں
حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دی تھیں۔ جو بیس پچیس مقامات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم
گراہی آیا ہے۔ لیفٹیننٹ کرنل ایم لے ریم کی اطلاع کے مطابق اس انجیل کے مطالعے
سے متاثر ہو کر امریکہ میں کئی عیسائی خاندان مسلمان ہو چکے ہیں۔ ۵۲

حوالہ جات

1. "The Gospel of Barnabas" —221:1-6 (The Quran Council of Pakistan, Karachi, Aug. 73)
 2. "The Story of Civilization", Part III Caesar and Christ: Will Durant, P. 660 (We believe in one God the Father Almighty, the maker of all things visible or invisible; and in one Lord Jesus Christ, the Son of God, begotten, not made, being of one essence (homoousin) with the Father.
 3. "The Story of Civilization," Part III, p. 660
 - 4 - تاریخ صحیفہ سادی: سید نواب علی دکنیہ انکار کراچی، طبع چہارم، ص ۱۱۰
 5. "The Gospel of Barnabas", Appendix III, P. 284
 - 6 "The Gospel of Barnabas", Appendix III, P. 284
 7. "The Koran", Translation by George Sale, Introduction (To the Reader), Frederick Warne and Co., London and New York, 1890.
 8. "The Gospel of Barnabas", First Impression, early 1973, Printed from, Microfilms, Quran Council of Pakistan, Foreward by Lt. Col. M.A. Rahim (first page)
 - 9- "انجیل برناباس": اردو ترجمہ از مولوی محمد سلیم انصاری، مطبوعہ ۱۹۱۶ء لاہور (دیباچہ مترجم عربی ڈاکٹر سعادت خلیل ص ۲-۳) -
 10. "The Koran", Translation by George Sale, Introduction (To the Reader). His words are as follows: The book is a moderate quarto, in Spanish, written in a very legible hand, but a little damaged towards the latter end. It contains two hundred and twenty two chapters of unequal length, and four hundred and twenty pages; and is said, in the front, to be translated from the Italian, by an Arragonian Moslem, named Mostafa de Aranda.
 - 11- "انجیل برناباس": دیباچہ مترجم عربی ڈاکٹر سعادت خلیل، ص ۳-۵ -
 12. Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. VI, P. 351 (Fourth Impression 1959).
 - 13- اُس کے پہلے صفحے پر یہ الفاظ درج کئے گئے تھے:
- Edited and translated from the Italian Ms. in the Imperial Library at Vienna.
- 14- ڈاکٹر عابد احمد علی: مکتوب بنام بشیر محمود - ۱۳ اگست ۱۹۷۳ء
 15. "The Gospel of Barnabas", Aug. 73, Appendix III, P. 285
 - 16- لیغٹینٹ کرنل ریٹائرڈ ایم اے رحیم: مکتوب بنام بشیر محمود، ۲ دسمبر ۱۹۷۳ء -